خطبہ سلسلہ نمبر 11

برائے جمعہ، 6 جولائی 2018

خلوص نیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قال اللہ تعالی فی القرآن المجید

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ .

وقال اللہ تعالیٰ

قُلْ إِن تُخْفُواْ مَا فِيْ صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْضِ وَاللّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر.

صدق اللہ العظیم

برادران اسلام! دین میں اخلاص اور اچھی نیّت کی بڑی اہمیت ہے۔اس لئے کہ سارے اعمال کی قبولیت کا انحصار حسن نیّت پر ہی ہے۔نیت میں اگر کھوٹ ہوگا تو بڑے سے بڑا عمل بھی ضائع ہوجائے گا۔ابھی آپ کے سامنے میں نے دو آیتوں کی تلاوت کی ہے۔سورہ بینہ، آیت 5 میں اللہ تعالی نے فرمایا: ’’ان کو یہی حکم دیا گیا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں، یکسو ہوکر۔اور نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور یہی سچا دین ہے‘‘۔اسی طرح سورہ آل عمران، آیت 29 میں اللہ فرماتا ہے: آپ کہہ دیجئے، اگر تم اپنے سینوں میں کوئی بات چھپاؤ یا ظاہر کردو، اللہ سب کو جانتا ہے۔‘‘ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص اور نیت کی درستی کے بغیر دینداری کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا۔اللہ تعالی کی ذات، علیم وخبیر ہے۔وہ سینے میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی باخبر ہے۔

بزرگو اور دوستو! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کے کام ایک جیسے ہوتے ہیں۔ظاہری طور پر اور شکل وصورت کے لحاظ سے دونوں کے کام میں یکسانیت ہوتی ہے لیکن آخرت میں نتیجہ کے اعتبار سے یکسانیت نہیں ہوتی۔ایک کو اجر وثواب اور دوسرے کو عذاب مل سکتا ہے۔اس کو ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔دو اشخاص ہیں، دونوں نے ایک ایک کنواں بنایا، پہلے شخص نے محض اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی اور اجر آخرت کی امید پر خدمت خلق کے جذبہ سے یہ کام کیا، لیکن دوسرے کی نیت میں کھوٹ تھا، اس نے خدمت خلق کے نام پر کنواں تو بنوایا لیکن اس کے پیش نظر شہرت، نام ونمود اور تعریف تھی۔اسی لئے کام ایک جیسا ہونے کے باوجود اس کے نتائج مختلف ہوں گے۔ایک کو آخرت میں اجر ملے گا تو دوسرا اجر سے محروم رہے گا۔اس لئے کہ اس کی نیّت کے لحاظ سے دنیا میں اس کی تعریف ہوچکی اور اس کی فیاضی کے چرچے ہوچکے۔اب آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہوگی اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری اور دکھاوے کے کاموں سے بچائے اور ہر ایک کام رضائے الٰہی اور فلاح آخرت کے لئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

عزیزان گرامی! حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِیَّاتِ وَاِنَّمَا لِاَمۡرِیٍٔ مَا نَوی۔اعمال کا دارومدار صرف نیت پر ہے اور یہ کہ آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی اور اس بات کی تشریح کرتے ہوئے اس حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِامْرَأَةٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلیٰ مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ۔ یعنی جس نے اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کی ہوگی تو اس کی ہجرت واقعی ہجرت ہوگی اور اسے ہجرت کا ثواب ملے گا اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے ہوگی تو اس کی ہجرت کا شمار دنیا یا عورت ہی کے لئے ہوگا۔

بھائیو! آپ کو معلوم ہے ہجرت ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی محبوب ہے۔

لیکن یہ نیک عمل بھی غارت ہوجاتا ہے جب نیت میں کھوٹ آجائے اور مقصد دنیا طلبی یا ناموری ہی رہ جائے۔ اس کا ثواب تو اسی صورت میں ملے گا جبکہ مقصد خوشنودی رب ہو۔ لیکن اگر نیت میں خرابی ہو اور پیش نظر یہ بات ہو کہ وطن چھوٹنے پر نئے مقام میں خوب کاروبار جمائیں گے یا وہاں پہنچیں گے تو فلاح عورت سے شادی ہوجائے گی یا اسی طرح کا کوئی کام ہوجائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں اس ہجرت کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔

قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں واضح طور پر اس بارے میں ہدایات ملتی ہیں اور یہ واضح کردیا گیا ہے کہ ہر نیک کام کے لئے نیت میں خلوص ہونا ضروری ہے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ یَنْظُرُ اِلیٰ صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلیٰ قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ. یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور تمہارے مال کو نہیں دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا۔

بھائیو! یہ بڑی ہی نازک صورت حال ہے۔ ہم انسان کا ظاہر دیکھتے ہیں اور باطن کی طرف ہماری نگاہ نہیں جاتی جبکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشھادۃ ہے۔ وہ انسان کے ظاہر ہی نہیں بلکہ اس کے باطن سے بھی واقف رہتا ہے۔ اس سے ہمارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہے۔ بھلا سوچیے تو سہی کہ آپ سب کچھ کریں لیکن خدانخواستہ اگر نیت درست نہ ہو تو آپ کا سب کیا کرایا اکارت ہوجائے گا۔ آپ ایک کاشتکار کو دیکھیں جس نے پوری محنت کے ساتھ زمین تیار کی۔ بہترین قسم کا بیج بویا اور کھیت کی حفاظت اور نگہداشت میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن عین کھیت کے پکنے اور کٹنے کے وقت اسے یہ معلوم ہوا کہ اس کے کھیت کو کوئی ایسی بیماری لگ گئی ہے جس کی وجہ سے دانہ ایک نہ بڑا، صرف بھوسہ ہی بھوسہ رہ گیا۔ بس ایسا ہی حال ان تمام کاموں کا ہے جو دیکھنے میں بھلے کام معلوم ہوتے ہیں اور ان کے انجام دینے میں محنت اور مال بھی صرف ہوتا ہے لیکن نیت درست نہ ہونے کے باعث ان کامون کا کوئی پھل آخرت میں نہیں ملے گا۔ بس دنیا میں ہی جو کچھ اسے ملنا ہے ملے گا اور آخرت میں اس کا کوئی پھل نہیں ملے گا۔

ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کاشتکار ہے لیکن فصل کاٹنے کے وقت بھوسے کے سوا کچھ نہ رہے گا۔

بھائیو! یہ بڑی اہم بات ہے کہ کوئی بھی نیک کام ہم انجام دیں تو اپنی دلی کیفیت کا جائزہ لینا چاہئے۔ شیطان مردود پہلے تو بھٹکانا چاہتا ہے کہ ہم نیک کام کے بجائے بُرے کام کو انجام دیں اور یہ ہمیں مرغوب ہوجائے لیکن اگر شیطان مردود کو اس میں کامیابی نہیں ہوتی ہے تو جو نیک کام ہم کرتے ہیں، اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ہمیں بھٹکا کر اس نیک کام میں فتور پیدا کردے اور نیت میں کھوٹ پیدا کردے۔ جیسے ہم رمضان میں زکوٰۃ نکالتے ہیں اور زکوٰۃ میں ڈی سی ایم میں ساڑیاں بھر کرلاتے ہیں، غریب بیواؤں میں تقسیم کرتے ہیں تو شیطان چاہتا ہے کہ ہم نمائشی کام کریں، اپنی شہرت اور تعریف کے طلبگار رہوں اور لوگوں میں یہ چرچا ہو کہ ہم بڑے فراخ دل اور غریبوں کے ہمدرد ہیں۔ اس طرح یہ نیک عمل

نیت کی خرابی کے باعث اور ریا کاری کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردود ہوجاتا ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ کوخوش کرنے کا کام اور ثواب کی نیت سے کیا ہوا کام ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہوتا ہے۔

بھائیو! اسی طرح نمازی کی مثال لیجئے۔نماز عبادت ہی نہیں بلکہ ارکان اسلام میں سے ہے بلکہ کلمہ کے بعد نماز ہی کا درجہ ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ:

الصلوٰۃ معراج المومنین۔نماز مومن کی معراج ہے۔جو نماز خاص اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے پڑھی جاتی ہے اس کے کیا کہنے۔ یہ تو انسان کو فرشتوں سے بھی اونچے مرتبہ پر لے جاتی ہے۔لیکن اگر نیت میں فتور آجائے اور پیش نظر یہ بات ہو کہ لوگوں کے نزدیک ہماری عبادت کا چرچا ہو اور ہم بڑے عبادت گذار کہلائیں تو یہ ریا کاری کا کام اور دکھاوے کی بات ہوجاتی ہے۔جس سے لوگ تو خوش ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہمارے حصے میں آئے گی۔

اب روزے کو لیجیے۔احادیث میں روزے کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: روزہ صرف اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی اس کی جزا دینے والا ہے۔حدیث قدسی ہے۔**الصوم لی انا اجری بہ** ’’روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں‘‘۔ لیکن یہ نیک عمل یعنی روزے کی عبادت میں اگر ریا کاری آجائے تو ایسا روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہونا تو دور کی بات ہے، الٹا عذاب کا موجب ہوجاتا ہے۔کیونکہ ہر ریا کاری کا کام شرک کی تعریف میں آتا ہے اور شرک ایسا گناہ ہے جو معاف نہیں ہوتا۔

إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ. (النساء 48)

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا جائے۔البتہ جتنے دوسرے گناہ ہوں وہ معاف ہوسکتے ہیں۔

عزیزو اور دوستو! ہم میں سے کون نہیں چاہے گا کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہوجائے۔حج ایک ایسی عبادت ہے جس کے ادا کرنے پر تمام پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔لیکن اگر اس عظیم عبادت میں بھی اگر دکھاوا آجائے تو یہ رائیگاں ہی نہیں جاتی بلکہ الٹا گناہ کا موجب ہوجاتی ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ایک صاحب بہت پیسے والے تھے۔ظاہر ہے جو پیسے والے ہوتے ہیں ان پر حج فرض ہوتا ہے۔لیکن ان صاحب کو بار بار حج پر جانے کا شوق تھا۔اس طرح وہ مسلسل پانچ حج کر چکے۔پانچواں حج کر کے جب وہ آئے تو محلے والے اور دوست احباب ان کو مبارکباد دینے ان کے گھر پہنچ گئے تو حاجی صاحب نے ان کی چائے پانی سے تواضع کی اور پان کے بیڑے پیش کرنے کیلئے پاندان طلب کیا اور گھر والوں کو اس طرح آواز دی۔’’وہ پان تو لے کر آؤ جو میں تیسرے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ سے لے کر آیا تھا‘‘اس طرح حاجی صاحب نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ ان کا پانچواں حج ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح نمود ونمائش کے کاموں سے بچائے اور غرض صرف یہ ہو کہ ہمارا اللہ ہم سے راضی اور خوش ہوجائے۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے’’حضرت عمر ابن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد نبویؐ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت معاذ ابن جبلؓ قبر نبی کریمؐ کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔حضرت عمر نے پوچھا کہ اے بھائی! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت معاذؓ نے کہا مجھے نبی کریمؐ کی ایک اہم ترین بات یاد آگئی جس سے میرا دل بے قرار ہوگیا۔میں نے نبی کریمؐ کو فرماتے سنا کہ عمل میں معمولی سا ریا اور دکھاوا بھی شرک ہے اور یہ بات بھی یاد آرہی ہے کہ آپ نے فرمایا’’جس کسی نے بھی اللہ کو ولی اور کارساز بنا لینے والے بندے سے دشمنی اور عداوت کا رویہ اختیار تو گویا اس نے اللہ کو

لڑائی کا چیلنج کر دیا۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں سے محبت فرماتا ہے جو اللہ کے وفادار، خیر طلب، خدا ترس ہوں اور اپنے آپ کو ایسے چھپائے رکھتے ہوں کہ اگر مجلس سے اٹھ جائیں تو اہل مجلس کو نہ ہونے کی پرواہ نہ ہو اور اگر مجلس میں آ جائیں تو کوئی بھی ان کو نمایاں جگہ پر بلانے اور قریب کرنے کی دعوت بھی نہ دے۔ ان کے دل ایمان و ہدایت کے ایسے چراغ ہیں کہ وہ خواہش نفس کی ہر تاریکی اور اندھیرے سے بغیر الجھے اور بغیر ٹھوکر کھائے صاف نکل جاتے ہیں''۔

حضرت ابراہیمؑ نے کعبۃ اللہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے دعا کی تھی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ (البقرہ: 129)

''اے ہمارے رب اور ان میں سے ایک رسول ان ہی میں سے بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کو قبول کیا اور آخری رسول حضرت محمدؐ تلاوت آیات، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ کے فرائض کے ساتھ مبعوث کئے گئے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے نفوس انسانی کا تزکیہ اور انسانی فکر ونظر کو ہر طرح کی آلودگی سے پاک وصاف رکھنا نبوت کے فرائض میں سے ہے۔

جس طرح ایک ٹھنڈا میٹھا شربت سے بھرا جگ، پیشاب کی ایک چھینٹ سے ناپاک ہو کر قابل استعمال نہیں رہتا۔ اگر چہ نہ اس کا رنگ بدلا ہے نہ خوشبو نہ مزہ۔ مگر گندگی کی ایک چھینٹ نے اسے بے کار بنا دیا ہے۔ بالکل اسی طرح شرک کی ایک ذرا سی چھینٹ سارے اعمال خیر کو غیر صالح بنا کر رکھ دیتی ہے۔ جس عمل کا محرک خالق و مالک کی رضا اور خوف نہ ہو بلکہ ذرا سی بھی شائبہ دکھاوے، شہرت، اور غیر اللہ کے خوف ورضا کا ہو جائے تو وہ عمل اسی مشروب کی طرح نا قابل قبول ہو کر رہ جاتا ہے۔

دوستو اور عزیزو! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کی بے لوث بندگی کریں جس کے پیچھے خوشنودی رب اور اجر وثواب کے علاوہ کوئی دوسری نیت نہ ہو۔ ہمارا رب چاہتا ہے کہ دنیا میں اس کی بندگی کا نظام قائم ہوتا کہ اللہ کے بندے، اللہ کی بے لاگ بندگی کر سکیں۔ چنانچہ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کا کام انتہائی عظیم کام ہے۔ اعمال صالحہ کی جب بات ہوتی ہے تو عام طور پر اس کام کی طرف ہمارا دھیان نہیں جاتا۔ آج ضرورت ہے کہ ہم خالص خوشنودی رب کے لئے جہاں برادران ملت میں اصلاح کا کام کریں وہیں برادران وطن کو توحید، رسالت اور آخرت کے اسلامی نظریہ کی طرف دعوت دیں۔ شیطان مردود کو یہ کام پسند نہیں ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ کام نہ ہو اور اگر یہ کام ہو بھی جائے تو اس کے کرنے والوں میں شہرت، نمود ونمائش اور ستائش وتعریف کے عنصر در آئیں۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ ہماری دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں اور لوگ تو جنت میں جائیں لیکن ہماری ریاکاری اور نیت کی خرابی کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور نعمت بھری جنت سے محروم کر دئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نفس کی اس برائی سے ہمیں محفوظ رکھے اور بار بار اس کی طرف رجوع کرنے، بار بار اس کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور رب جلیل کی خوشنودی کے کاموں کو خلوص نیت سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ و آخر الدعوان ان الحمد لله رب العلمين